إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۰۳۵

فی پرچہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/-

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲/-

نمبر ۸۹ | مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۱ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کسی قدر سر درد اور گلے میں تکلیف کی شکایت ہے :۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ مقرر ہوئے ہیں :۔

رمضان المبارک میں دن کو درس القرآن میں اور رات کو ہر محلہ کی مسجد میں نماز تراویح میں عورتیں مرد بتعداد کثیر شامل ہوتے ہیں :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ کی قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگاہ میں

۱۳۱۸ھ کے رمضان المبارک کی ۱۱ تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان کے روزوں کے ذکر پر فرمایا۔

"میری تو یہ حالت ہے۔ کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں۔ تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

...ی خبریں اور اہم کوائف

مصر کا جدید آئین حکومت

مصر کے جدید دستور کا مظاہرہ مسیح طاقت سے کیا جاتا ہے

جدید آئین کی رُو سے شاہ مصر کے اختیارات میں معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے اب تک وُہ سینٹ یا پارلیمنٹ کے ۲/۵ ممبروں کو نامزد کرتا تھا۔ لیکن جدید آئین کی رُو سے وہ ۳/۵ اراکین کو نامزد کرتا ہے۔ اہم ترین امر یہ ہے۔ کہ پارلیمنٹ کے قوانین کے متعلق اس کے اختیارات میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر نہیں ملتی۔ اس سے پیشتر جب کوئی بل یا مسودہ قانون شاہ کی منظوری کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔ شاہ کو اختیار حاصل تھا۔ کہ وُہ اس پر ایک ماہ تک غور وخوض کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اگر شاہ اس عرصہ میں اپنی رضامندی یا غیر رضامندی کا اظہار نہ کرتا۔ تو وُہ مسودہ قانون کی صورت اختیار کرکے نافذ ہو جاتا۔ اور اگر شاہ اس مسودہ قانون کو مسترد کر دیتا۔ تو وُہی مسودہ قانون ایک بار پھر اس اجلاس میں پیش کر دیا جاتا۔ اس وقت شاہ کے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہُوا تھا۔ اور وہ یہ کہ وُہ پارلیمنٹ کو توڑ دے۔ یا اس کے اجلاس کو ختم کر دے۔ جیسا کہ جولائی ۱۹۳۰ء میں دیکھا جا چکا ہے:۔

لیکن جدید آئین کی رُو سے اول تو شاہ کے لئے کسی مسودہ قانون پر غور وخوض کرنے کی مدت ایک ماہ سے بڑھا کر دو ماہ کر دی گئی ہے، دوسرے اگر شاہ اس عرصہ کے اختتام پر اپنی رضامندی یا غیر رضامندی کا اظہار نہ کرے۔ تو وہ مسودہ قانون قانون کی صورت اختیار کرکے نافذ نہیں ہو سکتا۔ اور اسے پارلیمنٹ کے اسی اجلاس میں دوبارہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان اختیارات کے علاوہ شاہ کو یہ حق از سر نو حاصل ہو گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذہبی راہ نما اور ائمہ کو نامزد کر سکے۔ اور ڈپٹی چیمبر یا ایوان نائبین بھی پیشتر کی نسبت مختلف ہے۔ نائبین کی تعداد کم کرکے ۱۵۰ کر دی گئی ہے۔ اور ان کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوتا ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ حلقہ ہائے انتخاب پیشتر کی نسبت وسیع ہیں دوسری طرف رائے دہندہ کی عمر بڑھا کر ۲۱ سے ۲۵ سال کر دی گئی ہے

جدید آئین حکومت کی رو سے ایک جدید قانون طباعت کا بھی نفاذ ہوا ہے۔ جس کی رُو سے کوئی اخبار جو مخرب الاخلاق ہو۔ یا جو آئین حکومت پر حملہ کرکے عامۃ الناس میں حکومت کے خلاف غیر اطمینانی کے جذبات پیدا کرے۔ ایک بند کمرہ کی عدالت کے فیصلہ کے ذریعہ تین ماہ کے لئے بند کیا جا سکتا ہے:۔

اناطولیہ میں زلزلہ

قاہرہ کا اخبار الاہرام راوی ہے۔ کہ مضافات اناطولیہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے جانی ومالی نقصان بہت ہُوا:۔

خواتین ترکی کا حکومت میں حصہ

بلدیہ قسطنطنیہ کے نئے انتخاب میں چار عورتیں ممبر منتخب ہوئی ہیں۔ جو پارلیمنٹ کی کمیٹی تعلیم اور حفظان صحت میں بھی بطور رکن کام کریں گی

مصر میں قرآن مجید کے ریکارڈ

جامع ازہر کے شیخ اعظم کے اعتراضات کی وجہ سے حکومت مصر نے قرآن کریم کے گراموفون ریکارڈوں کی درآمد ممنوع قرار دے دی ہے:۔

حضرت علیؓ کا نوشتہ قرآن

ایرانی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ ماہرین آثار قدیمہ کو مقام ہرسین کے قریب ہرن کی جھلی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لکھا ہُوا قرآن کریم دستیاب ہوا ہے:۔

فلسطین میں کوئلہ کی کان

اخبار الاہرام لکھتا ہے۔ عقبہ کے قریب بحر احمر کے ساحل پر کوئلہ کی ایک بہت بڑی کان دریافت ہُوئی ہے۔ جس کا ٹھیکہ حکومت فلسطین نے ایک انگریزی کمپنی کو دیا ہے:۔

حکومت عراق کا ایک غیر منصفانہ فیصلہ

حکومت عراق نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عراق ریلوے لائنوں پر ہندوستانی ملازمین کو موقوف کرکے ان کی جگہ عراقی ملازمین رکھے جائیں:۔

ایران میں باغیوں کی سرکوبی

طہران کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ ایرانی افواج نے کوہ ساراک کے باغیوں کے خلاف کامیاب کارروائی کی ہے۔ قبیلہ تاتار کے باغی سرداروں نے اطاعت قبول کر لی ہے:۔

حجاز ونجد میں سڑکوں کا انتظام

۱۹۲۸ء میں حکومت حجاز نے جدہ ومکہ کی درمیانی سڑک کی درستی پر تیس ہزار پونڈ صرف کئے تھے۔ اب مکہ وطائف کی درمیانی سڑک کی مرمت کے لئے پندرہ ہزار پونڈ خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ اگر نجد وحجاز کی سڑکیں درست ہو جائیں۔ تو خلیج فارس سے ریاض۔ طائف اور مکہ کے راستہ موٹر میں جدہ جانا ممکن ہو جائے گا:۔

فلسطین کے عربوں کا گراں بہا قرض

صوبہ پنجاب کی انجمن قرضہ کے رجسٹرار مسٹر سی۔ ایف۔ سٹرکلینڈ وسط ۱۹۳۰ء میں فلسطین بھیجے گئے تھے۔ تا وہاں کے عرب کاشتکاروں کی اقتصادی حالت کے متعلق رپورٹ پیش کریں۔ وُہ رپورٹ اب شائع ہو گئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ان کے قرضہ کی مجموعی مقدار بیس لاکھ پونڈ ہے۔ جو تیس ہزار خاندانوں پر منقسم ہے۔ گویا ہر عرب خاندان کے قرضہ کی اوسط بائیس پونڈ ہے۔ اس صورت حالات کی اصلاح پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور بعض تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں:۔

برطانی برقی لائن پر ایران کا قبضہ

حکومت برطانیہ ایران میں اپنی برقی لائن کے جملہ حقوق ملکیت سے دستبردار ہو گئی ہے۔ یہ لائن ایران کو جنوبی افریقہ اور مغربی یورپ سے ملحق کرتی ہے حکومت ایران ماہ مارچ آئندہ میں اس پر قابض ہو جائے گی:۔

ترکی اور فرانس کا معاہدہ

جمہوریہ ترکی اور حکومت فرانس میں ایک معاہدہ قرار پایا ہے جس کی رو سے اپاہج وغریبوں اور یتیموں سے پروانہ راہداری کی کوئی فیس دونوں فریق نہ لیں گے:۔

مبلّغین کا دورہ

۲۸۔جنوری ۱۹۳۱ء جناب ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ نے خود اسٹیشن پر تشریف لے جا کر حسب ذیل مبلغین کو دعا کرنے کے بعد مقررہ علاقوں میں تبلیغ کے لئے بھیجا:۔

(۱) مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری } کمشنری جالندھر
(۲) مولوی عبدالرحمن صاحب بوتالوی }
(۳) مولوی محمد یار صاحب ضلع گجرات:۔ (۴) مولوی محمد حسین صاحب ضلع انبالہ
(۵) مولوی عبدالغفور صاحب ... ضلع ڈیرہ غازیخان

احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے علاقہ کے مبلغ کو امداد دیں۔ اور تبلیغ کے لئے ہر طرح کی سہولت بہم پہونچائیں:۔

ریویو آف ریلیجنز اردو کے وی پی

ماہ فروری کا رسالہ ریویو اردو خریداروں سے ۱۹۳۰ء کا بقایا اور ۱۹۳۱ء کا چندہ پیشگی وصول کرنے کے لئے وی پی ہوگا (۵ فروری) اس رسالہ میں منشی خادم حسین صاحب بھیروی کا لکھا ہوا ایک مضمون بعنوان "ایک شیعہ کے چھ سوالوں کا جواب" ۲۴ صفحے پر آیا ہے۔ قابل دید ذخیرہ معلومات بحث مباحثہ میں کام آنے والا ہے۔ ماہ مارچ کے رسالہ میں مسئلہ تصویر پر ایک علمی مدلل مفصل۔ جامع مضمون چھپے گا۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ ریویو کے وی۔ پی وصول کرلیں۔ اور اس کی توسیع اشاعت میں خصوصیت سے کوشاں ہوں اس کا فنڈ مقروض ہو رہا ہے۔ آج کل وی پی تین دن کے اندر واپس انکاری آجاتا ہے۔ اس لئے وی۔ پی فوراً وصول کر لینا چاہیئے:۔ (مینیجر ریویو اردو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۹   قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۳۱ء   جلد ۱۸

تفسیر نویسی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب

۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جن مختلف امور کے متعلق اظہار خیالات فرمایا - ان میں سے ایک قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب بھی تھا - جو مفصل طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

جواب دینے میں دیر کی وجہ

اس سال جب میں شملہ جانے لگا - تو مجھے معلوم ہوا - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے - روانگی کے وقت وہ مضمون مجھے ملا - شملہ میں چونکہ اور بہت کام تھا - اس لئے میں اس مضمون کی طرف توجہ نہ کر سکا - دوسرے یہ بھی خیال تھا - کہ پہلے حوالے دیکھکر جواب لکھوں - آخر میں نے میاں غلام نبی ایڈیٹر الفضل سے حوالے منگائے لیکن اتنے میں ولایت سے خطوط آئے - کہ جس طرح نہرو رپورٹ پر تبصرہ کیا گیا تھا - اسی طرح اگر سائمن رپورٹ پر بھی تبصرہ لکھا جائے - تو بہت مفید ہو سکتا ہے - اس پر میں نے فیصلہ کیا - کہ سائمن رپورٹ پر بھی تبصرہ لکھوں - اور اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب لکھوں گا - کیونکہ اگر پہلے ان کا جواب لکھا گیا - اور مولوی صاحب کو معلوم ہو گیا - کہ میں سائمن رپورٹ پر تبصرہ لکھنے میں مصروف ہوں - تو وہ کہیں گے - ابھی آؤ - اور قرآن کی تفسیر لکھو - اس لئے ابھی وقت انہیں جواب دونگا - جب فرصت ہوگی - کیونکہ دیکھا گیا ہے - مولوی ایسے موقعہ کی تاک میں رہتے ہیں - جبکہ انہیں مقابلہ سے بچنے کے لئے کوئی بہانہ مل سکے - مثلاً جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا - کہ انہیں مباحثات سے روکا گیا ہے - تو مولویوں نے جھٹ اعلان کر دیا - آؤ - اب مباحثہ کر لو - اس سے ان کی غرض یہ تھی - کہ اگر مباحثہ کرنے پر آمادہ ہو گئے - تو کہدینگے - انہوں نے الٰہی ہدایات کے خلاف کیا - اور اگر آمادہ نہ ہوئے - تو کہدیں گے - جھوٹے ہیں - اس لئے مباحثہ نہیں کرتے ؛

اس وجہ سے میں نے خیال کیا - کہ جب مجھے فرصت ہوگی - اسی وقت مولوی صاحب کو مخاطب کرونگا - اس وقت تک جس قدر چاہیں ہنسی اڑالیں - غرض میں نے سائمن رپورٹ کے متعلق کتاب لکھنی شروع کر دی -

اس کے بعد راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا کام شروع ہو گیا - جس کے متعلق ہندوستان میں اور باہر بہت کچھ کرنا پڑا - اس وجہ سے بہت سی ڈاک بھی جمع ہو گئی - اور شکایات آنی شروع ہو گئیں - کہ خطوط کے جواب نہیں آتے - پس اس کام سے فارغ ہو کر ڈاک کی طرف زیادہ توجہ کرنی پڑی - ۱۵ - دسمبر کو مجھے ڈاک اور دوسرے کاموں سے فراغت ہوئی - اس وقت میں نے خیال کیا - کہ اگر اب جواب دوں - تو مولوی صاحب جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں کہیں گے - تفسیر لکھو - اس لئے یہی مناسب ہے - کہ جلسہ سالانہ پر ان کے متعلق اعلان کر دوں - اس کے بعد جو وقت بھی وہ تفسیر نویسی کے لئے مقرر کریں گے - ہم اسے انشاء اللہ منظور کر لیں گے ؛

اوپر کی وجہ کے علاوہ میں دسمبر میں بیمار بھی رہا - اور نات کے قریب پھوڑا ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر تک بیٹھ کر نہ لکھ سکتا تھا ؛

تفسیر نویسی کے متعلق چیلنج

اب میں اصل بحث کو لیتا ہوں - ۷ - مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں میرا ایک مکالمہ ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے جو بڑے سیاح تھے - اور انہوں نے دنیا کے بڑے حصہ کا چکر لگایا تھا - شائع ہوا - آخر انہوں نے بیعت کر لی - اور حیدرآباد میں جا کر فوت ہو گئے - انہوں نے مجھ سے کئی سوالات کئے تھے - جن کے میں نے جواب دیئے - اسی سلسلہ میں انہوں نے پوچھا - کیا علماء اندھے ہیں - جو ایسی واضح دلائل کو نہیں سنتے اس کے جواب میں میں نے انہیں جو کچھ کہا - وہ "الفضل" (۷ - مارچ سنہ ۳۰ء) میں ان الفاظ میں شائع ہوا ہے :-

"اس زمانہ کے علماء کو شرمن تحت ادیم السماء یعنی بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے اور در اصل کسی آنے والے کی ضرورت بھی اسی وقت ہوتی ہے - جب علماء بگڑ جائیں - جب تک یہودی علماء میں علم باقی تھا - اور وہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل کرتے تھے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آئے - اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کے آنے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے - کہ علماء کی حالت بگڑ جاتی ہے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان علماء کو چیلنج دیا - کہ میرے مقابل میں آکر تفسیر لکھو - اگر ان علماء میں علم ہوتا - تو وہ اسے قبول کیوں نہ کرتے - پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے - یہ تفسیر قرآن کا کام میرا ہے - یا اس کا جو مجھ سے ہو - اور اس طرح یہ دروازہ اپنی جماعت کیلئے بھی کھلا رکھا - اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے - کہ قرعہ ڈالکر کوئی مقام نکال لو - اگر یہ نہیں - تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو - بلکہ یہاں تک - کہ تم کو ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو - غور کر لو - اور مجھے وہ نہ بتاؤ - پھر میرے مقابل میں آکر اس کی تفسیر لکھو - دنیا فوراً دیکھ لیگی - کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر - مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی - کہ سامنے آئے !"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب

"الفضل" میں اس مکالمہ کے شائع ہونے پر غالباً بعض لوگوں کی تحریک پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا :-

"پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا - کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آکر بالمقابل تفسیر لکھیے - جس کے جواب میں آجتک ہاں نہ پہنچی - بلکہ انکار کر گئے - گذشتہ را صلواۃ اب سہی - ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں - صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لیکر الگ الگ ایکدوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا - اور تفسیر اور معارف کیلئے ضروری ہوگا - کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں - بس!" (اہلحدیث ۲۳ - مئی سنہ ۳۰ء)

کیا مولوی صاحب نے چیلنج منظور کیا

اس تحریر سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں - اول یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر نویسی کے متعلق میرا وہ چیلنج منظور کر لیا تھا - جو میں نے دیوبندیوں کو دیا تھا - دوم یہ کہ باوجود ان کے قبول کر لینے کے میری طرف سے ہاں نہ پہنچی - بلکہ انکار کر دیا -

پہلی بات کہ مولوی صاحب نے چیلنج منظور کر لیا تھا - خود ان کی اپنی بات سے رد ہو جاتی ہے - وہ چیلنج منظور نہیں کرتے - بلکہ ایک نیا چیلنج دیتے ہیں چنانچہ باوجود یہ لکھنے کے کہ ان کی طرف سے کوئی شرط نہیں - پھر شرطیں پیش کرتے ہیں - حالانکہ شرطیں پیش کرنے کا حق چیلنج دینے والے کا ہوتا ہے چیلنج منظور کرنیوالے کا نہیں ہوتا - چیلنج منظور کرنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے کہ جو شرائط پیش کی گئی ہیں - وہ معقول نہیں - غلط ہیں - مگر یہ نہیں کہہ سکتا - کہ میں اپنی طرف سے یہ شرطیں پیش کرتا ہوں - مولوی صاحب کا کام یہ تھا - کہ میرے چیلنج میں جو شرائط تھے - ان میں سے جنہیں درست سمجھتے - انکے متعلق اعلان کر دیتے - کہ انہیں منظور کرتا ہوں - اور جنہیں درست نہ سمجھتے - انکے متعلق ثابت کرتے کہ یہ معقول نہیں - نہ کہ خود شرائط پیش کرنے شروع کر دیتے - یا انہیں یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا - کہ جس رنگ میں میں نے چیلنج دیا ہے - وہ خدا کی طرف سے مؤید ہونیکا

ثبوت نہیں بن سکتا۔ پھر وہ خود اپنی طرف سے چیلنج دیتے۔ اور شرائط پیش کرتے۔ اس پر یا تو میں ان کے شرائط کو غلط ثابت کرتا۔ یا ان کے چیلنج کو قبول کر لیتا۔ مگر وہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے میرا چیلنج منظور کر لیا۔ اور دوسری طرف اپنی شرائط پیش کر رہے ہیں۔

ایک سادہ لوح کی مثال

یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسی کہ یہاں کے ایک سادہ مزاج شخص نے جس کا عرف میاں بگا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے حضور میں کی تھی۔ اُس نے ایک دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے آکر کہا۔ کہ میری شادی کا بہت کچھ انتظام ہو گیا ہے۔ تھوڑی سی بات ہے۔ وہ آپ کر دیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا انتظام ہوا ہے کہنے لگا۔ مَیں اور میری ماں اس امر پر راضی ہو گئے ہیں۔ کہ میرا نکاح ہو جائے۔ اب آپ صرف کسی لڑکی اور روپیہ کا انتظام کر دیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی منظوری بھی ایسی ہی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے چیلنج منظور کر لیا۔ مگر میری طرف سے یہ یہ شرط ہے اس کی بجائے یہی کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ چیلنج منظور ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مقابلہ نہ ہو۔ جن امور کو وہ پیش کرتے ہیں ان کے متعلق وہ یوں بھی کہہ سکتے تھے۔ کہ تمہارا چیلنج مجھے منظور ہے۔ مگر تم بھی میرا ایک چیلنج منظور کرو۔ جس کے یہ یہ شرائط ہیں۔

کیا مولوی صاحب کو جواب نہ دیا گیا

مولوی صاحب نے یہ جو کہا ہے۔ کہ ان کو جواب نہ دیا گیا تھا۔ اور ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ یہ بھی درست نہیں۔ ان کو جواب دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں میری منظوری سے ایک مضمون شائع کیا گیا۔ جس میں یہ فقرے درج ہیں:-

"حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ حضور کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگرچہ آپ نہ دیوبندی ہیں۔ اور نہ دیوبندیوں نے آپکو اپنا وکیل اور قائم مقام تسلیم کیا ہے۔ تاہم جیسا کہ "الفضل" مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں دیوبندیوں کے مقابلہ پر نہ آنے کی صورت میں آپکو اجازت دی گئی ہے۔ اگر آپ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان دو صورتوں میں سے جو "الفضل" نے پیش کی ہیں۔ جو صورت چاہیں۔ اختیار فرما لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو دونوں صورتیں منظور ہیں۔

پہلی صورت "الفضل" نے اپنے پرچہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں یہ پیش کی ہے کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۲۱ اگست ۲۵ء میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں اور نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ اس لئے انہیں اختیار ہوگا۔ کہ اپنا شبہ دُور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہوں۔ تو قادیان تشریف لے آئیں۔ انکے تمام اخراجات مناسب ہم ادا کریں گے اور اگر کسی قسم کی جانی یا مالی حفاظت کی ذمہ داری بھی وہ ہم پر عائد کرینگے۔ تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ یہ صورت حضرت خلیفۃ المسیح منظور فرماتے ہیں۔

دوسری صورت "الفضل" نے یہ پیش کی تھی۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان تشریف نہ لانا چاہیں۔ تو مناسب انتظام کے ساتھ قرعہ اندازی ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ قرآن شریف کے ان تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ جو قرعہ اندازی سے منتخب ہونگے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جگہ انہی منتخب شدہ تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ اور پھر یہ دونوں تفسیریں مساوی خرچ کے ساتھ یکجا کر کے شائع کی جائیں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان نے کیا۔ قرعہ اندازی ایسے طریق سے ہوگی۔ کہ کسی فریق کو شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور مقام قرعہ اندازی امرتسر ہی ہوگا۔ اس دوسری صورت پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح کو کوئی اعتراض نہیں"۔

کیا یہ انکار ہے؟

یہ ہے حقیقت مولوی صاحب کے دوسرے دعوے کی کہ ہم نے ان کی منظوری کے بعد خاموشی اختیار کی۔ بلکہ انکار۔ کیا صاف انکار ہے؟ انکار اسی کو کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کہا مولوی صاحب کے اخراجات بھی ہم ادا کرینگے۔ جلسہ کا انتظام بھی ہم کرینگے۔ ان کی جانی اور مالی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہم لینگے۔ یہ ہے وہ انکار جو چودھویں صدی کے وارث انبیاء بننے گے۔ دعویدار نے ہمارے متعلق بیان کیا ہے جس کے متعلق اس زمانہ کے حمقاء بھی کہیں گے۔ کہ اس سے ہماری مثال نہ دو۔

اصل چیلنج اب بھی قائم ہے

میرا اصل چیلنج جو اس وقت دیا گیا تھا۔ اور جواب بھی قائم ہے ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دُگنے معارف قرآنیہ بیان کرونگا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سُوجھنے تھے۔ پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے اگر میں کم سے کم دُگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں۔ تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں۔ طریق فیصلہ یہ ہوگا۔ کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھکر شائع کر دیں۔ اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا۔ جس کیلئے مجھے چھ ماہ کی مدت ملیگی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو میں پیش کرونگا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں۔ کہ وہ باتیں واقعہ میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں۔ جو پہلی کتب میں پائے نہیں جاتے۔ اس کے بعد چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھونگا۔ جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔ اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دی جائیگی۔ کہ وہ اس پر جرح کریں۔ اور جسقدر حصہ انکی جرح کا منصف تسلیم کریں۔ اس کو کاٹکر باقی کتاب کا مقابلہ انکی کتاب سے کیا جائیگا۔ اور دیکھا جائیگا۔ کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے لئے گئے ہونگے۔ اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہونگے۔ ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دُگنے ہوں اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دُگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں۔ تو مولوی صاحبان جو چاہیں۔ کہیں۔ لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں۔ یا شکست کھائیں۔ تو دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ منجانب اللہ تھا۔ یہ ضروری ہوگا۔ کہ ہر فریق اپنی کتاب کی اشاعت کے معاً بعد اپنی کتاب دوسرے فریق کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیجدے۔ مولوی صاحبان کو میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ دُگنی چوگنی قیمت کا وی۔ پی میرے نام کر دیں"۔

اگر مولوی صاحب اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں اور اس سے گریز کریں تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈالکر انتخاب کر لیں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں۔ جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھونگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں اسکی تشریح بیان کرونگا۔ اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کرونگا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لیگی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اسکے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔

سادہ قرآن کی شرط

یہ وہ چیلنج ہے۔ جو دیوبندی مولویوں کو دیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا۔ کہ میں بھی دیوبند کا پڑھا ہوا ہوں۔ میں اسے منظور کرتا ہوں۔ لیکن کہتے ہیں۔ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لیکر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ میں کہتا ہوں۔ ترجمہ یا بے ترجمہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی عقل میں اتنی کمی آگئی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے میرے متعدد مضامین اور کتابیں پڑھی ہونگی۔ مخالفین پر میری تحریروں کا رعب بھی جانتے ہیں۔ مگر خیال کرتے ہیں۔ کہ جب میرے ہاتھ میں بے ترجمہ قرآن آیا۔ تو بس میں انکے مقابلہ میں رہ جاؤنگا۔ گویا جو کچھ میری طرف سے شائع ہوتا ہے وہ مولوی صاحب لکھکر مجھے بھجوایا کرتے ہیں۔ اور میں اپنی طرف سے اسے شائع کر دیتا ہوں۔

ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا گیا

مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ میری طرف سے یہ چیلنج نہیں۔ کہ میں بڑا عالم ہوں۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے۔ تو اسکے لئے ایسی بات پیش کر دینا جو اسکی ذاتی قابلیت کی نفی کرتی ہو۔ اسکے دعوے کو رد کر سکتی ہے۔ مگر جو یہ کہتا ہو۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کیلئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی چیز پیش کرے۔ جسمیں خدا تعالیٰ کی تائید شامل ہو۔ میں نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ کہ میں مولوی نذیر احمد صاحب سے اچھا قرآن کا اُردو ترجمہ کرونگا۔ اس ترجمہ کیلئے اردو کی ڈکشنریاں اور کتابیں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر میں نے اُردو میں ترجمہ کرنیکا چیلنج نہیں دیا۔ پھر میں نے یہ چیلنج ساری دُنیا کو دیا ہے۔ اگر ترجمہ کرنیکا ہی مقابلہ ہو۔ تو میں چینی زبان جاننے والوں سے چینی میں ترجمہ کرنے کا کس طرح مقابلہ کر سکتا ہوں۔ فارسی جاننے والوں سے فارسی میں ترجمہ کرنے کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس دُوسری زبانوں میں کس طرح ترجمے کر سکتا ہوں۔

غرض میں نے ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا۔ اور نہ ترجمہ کر لینے سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت شامل حال ہے مولوی نذیر احمد صاحب کا اگر اردو ترجمہ اچھا ثابت ہو۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا کی طرف سے تھے۔ بلکہ یہ کہ وہ اچھے اردو دان تھے۔ صرف بلا ترجمہ قرآن کی شرط لگانے سے مولوی صاحب کی یہ غرض ہوگی۔ کہ میں تفسیروں اور دوسری کتابوں سے عبارتیں نہ نقل کروں مگر یہ کتابیں تو ان کے پاس بھی ہوں گی۔ اگر میں ان میں سے لکھ سکوں گا۔ تو وہ بھی ایسی کتابیں لا سکتے ہیں۔ وہ ان کتابوں سے کیوں نہ لکھ سکیں گے۔ لیکن اگر ان کے پاس ایسی کتابیں نہ ہوں۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جو کتاب وہ دیکھنا چاہیں گے۔ ہم انہیں دکھا دیں گے

تفسیروں کے دیکھنے کی ضرورت

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ تفسیروں وغیرہ کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ زیر بحث یہ امر تھا۔ کہ تفسیر لکھنے والے کی تفسیر میں کچھ ایسے معارف ہوں۔ جو پہلی کتابوں میں نہ ہوں۔ مگر میں تفسیروں کا حافظ نہیں ہوں۔ پھر ان تفسیروں کو دیکھے بغیر یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ فلاں بات ان میں آئی ہے۔ یا نہیں آئی۔ میں نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ کہ میں تفسیروں کا حافظ ہوں۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ میں کچھ ایسے معارف بیان کروں گا۔ جو پہلی کتابوں میں نہ ہوں گے۔ اور اس کے لئے تفسیروں کا دیکھنا ضروری ہے۔ تا معلوم ہو سکے کہ جو کچھ لکھا گیا۔ وہ پہلی کتابوں میں نہیں ہے۔ میری طرف سے کوشش تو یہی ہوگی۔ کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے۔ جو پہلی کتابوں میں ہو۔ مگر جب تک یہ نہ دیکھ لیا جائے۔ کہ پہلی کتابوں میں وہ باتیں نہیں۔ کس طرح تسلی ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر میں ان کتابوں میں سے کچھ نقل کروں گا۔ تو اس سے میرا دعویٰ ہی غلط ہو جائے گا۔ پس نقل تو میرے دعویٰ کو باطل کرتی ہے۔ پھر مجھے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے

کلید قرآن کی ضرورت

اسی طرح قرآن کریم کی کلید کی بھی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ میرا یہ دعویٰ نہیں۔ کہ میں قرآن کریم کا حافظ ہوں۔ اس لئے قرآن کریم کی کلید کی ضرورت ہوگی۔ وہ مضمون جو میرے ذہن میں ہوتا ہے وہ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ساری آیت مجھے یاد نہیں ہوتی حافظ روشن علی صاحب مرحوم خدا تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ ایک دفعہ لاہور میرے ساتھ تھے۔ میری ایک تقریر بھی وہاں تھی۔ اس کے لئے میں نوٹ لکھانے لگا۔ تو آیتیں ان سے پوچھتا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگے۔ ان آیات کی بنا پر کیا تقریر ہوگی۔ ان آیات کا تو کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے کہا جوڑ جلسہ میں جا کر معلوم ہوگا۔ جب میں تقریر کروں گا۔ غرض آیات کے نکالنے کے لئے کلید کی ضرورت ہوتی ہے

اپنے لئے اور کڑی شرائط

پس میرا چیلنج اب بھی موجود ہے۔ ہاں میں اپنے لئے اس کی شرطوں کو اور کڑا کر دیتا ہوں۔ اور چند ایسے معارف کی شرط بھی جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں۔ اڑا دیتا ہوں۔ اور یہ ذمہ لیتا ہوں۔ کہ میری تفسیر میں کوئی نکتہ بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو کسی پہلی تفسیر میں ہو۔ مولوی صاحب یہاں آئیں۔ تو ان کا خرچ ہم خود دیں گے۔ لیکن وہ یہاں نہ آنا چاہیں۔ تو گورداسپور آ جائیں۔ مگر کسی مسجد میں اجتماع نہ ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کی مسجدوں میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔ علیحدہ مکان میں اجتماع ہو۔ جو فریقین کے لئے مساوی حیثیت رکھتا ہو۔ اگر وہ گورداسپور آ جائیں۔ جہاں مکان متحدہ ہو۔ تو ان کے کرایہ کے اخراجات ہم دیں گے۔ اور اگر قادیان میں آئیں۔ تو ان کے اور ان ساتھیوں کے کھانے پینے کا خرچ بھی ہم دینگے ہماری طرف سے صرف یہ شرط ہے۔ کہ ایسے معارف بیان ہوں جن سے قرآن کریم کی افضلیت ثابت ہو۔ اسلام کی صداقت ثابت ہو۔ مولوی صاحب نے یہ شرط لگائی ہے۔ کہ تفسیر اور معارف کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ مگر یہ صاف بات ہے اور ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ ورنہ مثلاً قرآن کریم میں جو ذالک الکتب آیا ہے۔ میں کتاب کے معنی کپڑا لکھوں۔ تو ہر شخص سمجھے گا۔ کہ یہ غلط ہے۔ پھر اس شرط کے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر علوم عربیہ کے خلاف کوئی بات ہوگی۔ تو وہ تو فوراً رد ہو جائے گی۔

کوئی اردو تفسیر پاس نہ ہوگی

مولوی صاحب کی تحریر میں ایک اور بھی لطیفہ ہے۔ وہ ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں۔ کہ اور کوئی کتاب پاس نہ ہو۔ جس سے مراد ان کی تفاسیر ہیں۔ اور دوسری طرف یہ شرط لگاتے ہیں۔ کہ صرف سادہ یعنی بے ترجمہ قرآن ہو۔ گویا ان کے نزدیک اگر میرے پاس سادہ قرآن ہوا۔ تو میں کچھ نہ لکھ سکوں گا۔ کیونکہ قرآن کریم عربی میں ہے۔ اور میں عربی نہیں جانتا۔ لیکن ساتھ ہی ان کے خیال میں میرے پاس رازی کی تفسیر نہیں ہونی چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ میں اس کے مطالب نہ چرا لوں۔ مولوی صاحب کی اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ جب خدا کسی کی عقل مار دیتا ہے۔ تو وہ عام بیوقوفوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی شخص یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ جو شخص قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتا [illegible] کے مطالب کو سمجھ لیگا۔ اور ان کی تفاسیر سے مضمون چرائے گا۔ اگر مولوی صاحب کی عقل میں یہ بات آ گئی ہے۔ تو گویہ انتہائی درجہ کی احمقانہ بات ہے۔ میں یہ شرط اپنے چیلنج میں اور بڑھا دیتا ہوں۔ کہ کوئی اردو کی کتاب نہ رکھنی ہوگی۔ اور نہ ترجمہ والا قرآن ہوگا۔ جب ان کا یہ خیال ہے۔ کہ میں قرآن کریم بھی بغیر ترجمہ دیکھے نہیں سمجھ سکتا تو یہ ظاہر ہے۔ کہ عربی کتب کی موجودگی سے صرف مولوی صاحب کو ہی فائدہ پہنچے گا۔ میں تو ان سے فائدہ حاصل کر ہی نہیں سکتا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے شرائط

باقی رہی ان کی شرائط سو وہ ایک علیحدہ چیلنج ہیں اگر مولوی صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ وہ معقول ہیں۔ اور ان سے کسی کا مؤید من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو وہ انہیں بطور چیلنج کے شائع کر کے دیکھ لیں اللہ تعالیٰ ان کی ذلت کے اسی وقت سامان کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر انہیں عربی دانی کا دعویٰ ہے۔ تو اعلان کر دیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس میں ان کی مدد کرے گا۔ کوئی آئے۔ اور مقابلہ کر لے۔ پھر ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے ہی ان کے اس چیلنج کو منظور کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ مگر اب تو میرا چیلنج ہے۔ کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے ماتحت جو جماعتیں راستی پر ہوں۔ ان پر معارف قرآنیہ خاص طور پر کھولے جاتے ہیں۔ پس کوئی مخالف احمدیت خواہ عرب کا ہو۔ خواہ مصر کا ہو۔ خواہ شام کا۔ خواہ ہندوستان کا میرے مقابلہ پر قرعہ سے تین رکوع قرآن کریم کے چن کر تین دن میں تفسیر لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور ایسے مطالب سمجھائے گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے باہر نہیں ملیں گے۔ اور جو علوم عربیہ کے مخالف نہیں ہوں گے۔ انہیں جس امر میں دعویٰ ہو۔ اسے وہ الگ شائع کر دیں۔

مقابلہ پر آئیں

غرض اگر انہوں نے میرا چیلنج منظور کر لیا ہے۔ تو آئیں معارف لکھیں۔ ان کا خرچ ہم دیں گے۔ اب میں چند کی شرط بھی نہیں رکھتا۔ تمام کے تمام نکات ایسے ہوں گے۔ جو کسی پہلی کتاب میں نہ ہوں گے۔ اور ان تفسیروں میں تو یقیناً نہ ہوں گے۔ جو پاس رکھی جائیں گی۔ وہ صرف اس لئے رکھی جائینگی۔ کہ تا معلوم ہو۔ مفسرین نے کیا لکھا ہے۔ تاہم ان کی لکھی ہوئی باتوں میں نہ پڑیں ؎

ایک شبہ کا ازالہ

شاید کسی کو یہ شبہ ہو۔ کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے امداد کا دعویٰ ہے۔ تو تفسیروں کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یا کلید کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بتا دے گا۔ کہ فلاں مضمون تفسیر میں ہے۔ یا نہیں۔ یا فلاں آیت کے الفاظ کیا ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ محض نافہمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ چیلنج یہ نہیں دیا گیا کہ تفسیر الہام سے لکھی جائے گی۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ تائید الٰہی سے لکھی جائیگی اور تائید الٰہی الفاظ میں اور معین مضامین کی صورت میں نازل نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دماغ کو خاص روشنی دیدی جاتی ہے۔ اور اس پر خاص علوم کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ اس کو ساتھ یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ پہلی کتب میں ہے۔ اور یہ نہیں۔ ایسا صرف الہام سے ہو سکتا ہے۔ اور اس جگہ الہامی تفسیر کا دعویٰ نہیں۔ گو الہام بھی ہو تو بھی اس میں سنت اللہ نہیں ہوتی کہ حوالہ جات بھی بتائے جائیں

میں امید کرتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے معارف لکھنے کے متعلق جو میرا چیلنج تھا۔ اس کی میں پوری تشریح کر چکا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کو وہ منظور ہو۔ تو اس کی قبولیت کا اعلان کر دیں۔ اگر ان کے نزدیک یہ چیلنج درست نہیں۔ تو پھر ان کے نزدیک جو فیصلہ کا ذریعہ ہے۔ اسے اپنی طرف سے بطور چیلنج پیش کر دیں۔ خواہ سب دنیا سے زیادہ فصیح عربی لکھنے کا چیلنج دیں۔ خواہ سب دنیا سے بہتر ترجمہ قرآن کریم کرنے کا چیلنج دیں۔ وہ

حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

کس نئے رنگ میں پیش کی

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لیکچر جو انہوں نے جلسہ سالانہ سنہ ۳۰ء پر دیا

نویں بات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جو رنگ اختیار فرمایا اس کی نویں مثال یہ ہے۔ کہ آپ نے سورۂ نور کی آیت استخلاف سے بتایا۔ جب آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کے سب خلفاء جو قیامت تک آپ کی نیابت کے لئے بھیجے جائینگے۔ وُہ آپ کی امت سے ہی بنائے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وُہ پہلے خلفاء جو موسوی سلسلہ کے خلفاء ہوئے ہیں۔ اس کے مثیل ہونگے۔ تو اس صورت میں مسیح اسرائیلی جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے خلفاء میں سے آخری خلیفہ تھا۔ اور امت اسرائیلیہ سے تھا۔ کہ امت محمدیہ میں سے۔ وُہ خلفاء محمدیہ میں سے کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ کما کا لفظ جو تشبیہ کے لئے ہے۔ اس سے تو مثیل مسیح کا ثبوت ہوتا ہے۔ نہ کہ اصل مسیح کا۔

یہ عجیب [illegible] حکمت نکتہ ایسا بیان فرمایا۔ جو آج تک کسی مسلمان کو نہ سُوجھا۔ اور یہ وُہ [illegible] ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی شان بڑھ [illegible] ہوتی ہے۔ خصوصًا اس صورت میں کہ آپ نے فرمایا۔ جیسے مثیل موسےٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسےٰ سے بڑھکر اور افضل ہیں۔ اسی طرح مثیل ابن مریم۔ ابن مریم سے افضل و بڑھکر ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ مماثلت کو کئی پہلوؤں سے آپ نے اپنی کتاب کشتی نوح، خطبہ الہامیہ، شہادۃ القرآن تذکرۃ الشہادتین، تحفہ گولڑویہ وغیرہ وغیرہ میں مفصل ذکر فرمایا۔

دسویں بات

دسویں بات مسیح محمدی کے ظہور کے متعلق پیشگوئی کی نسبت ہے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح کے صفحہ ۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"پس اس لحاظ سے میں عیسےٰ بن مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی۔ دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ اور اسی واقعہ کو سورۂ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا۔ کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا۔ اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسےٰ کی رُوح پھونک دی جائیگی۔ پس وُہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت پرورش پاکر عیسےٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا۔ اور اس طرح وُہ عیسےٰ ابن مریم کہلائیگا۔ یہ وُہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے۔ جو قرآن شریف یعنی سورۂ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۂ تحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرما دی۔"

سورۂ تحریم سے مسیح محمدی کی پیشگوئی کا علم یہ بھی ایسی بات ہے۔ جو آج تک کسی مسلمان کو نہ سُوجھی۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کے علم سے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مختص اور مخصوص فرمایا۔

گیارھویں بات

گیارھویں بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حاملان عرش کے متعلق کہ قیامت کے دن خدا کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہونگے۔ اپنی کتاب ایام الصلح اور چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۶ میں ایسی پُر معرفت تشریح فرمائی [illegible] کہ جس کی نظیر پہلے نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ آپ ایام الصلح کے صفحہ ۲۳ پر سورۂ فاتحہ کی صفات اربعہ یعنی رب العٰلمین۔ الرحمان۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین کی تفسیر فرماتے ہُوئے لکھتے ہیں۔

"یہ چاروں صفتیں دنیا میں ہی کام کر رہی ہیں۔ مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے۔ اور نیز جہل اور بے خبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے۔ اس لئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات اربعہ کے اس عالم میں ایسے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ جیسے بڑے بڑے گولے ستاروں کے دُور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن عالم معاد میں پورا نظارہ ان صفاتِ اربعہ کا ہوگا۔ اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا۔ جو عالم معاد ہے۔ اس عالم میں ہر ایک صفت ان صفاتِ اربعہ میں سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائیگی۔ یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر۔ اس لئے اس وقت یہ چار صفتیں آٹھ صفتیں معلوم ہونگی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو فرمایا گیا ہے۔ کہ اس دنیا میں چار فرشتے خدا تعالےٰ کا عرش اٹھا رہے ہیں۔ اور اس دن آٹھ فرشتے خدا تعالےٰ کا عرش اٹھائینگے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ کی ہر ایک صفت کے مناسب حال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے۔ اور جب آٹھ صفات کی تجلی ہو گی۔ تو ان صفات کے ساتھ آٹھ فرشتے ہونگے۔ اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہیں۔ کہ گویا اس کو اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے استعارہ کے طور پر اٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے۔"

بارھویں بات

بارھویں بات عرش کے غیر مخلوق ہونے کے متعلق ہے۔ آج تک کے مسلمانوں میں یہی بات چلی آئی۔ کہ عرش مخلوق ہے لیکن آپ نے اپنی کتاب نور القرآن اور چشمۂ معرفت وغیرہ میں عرش کے غیر مخلوق ہونے پر ایسی پُر معرفت تعلیم پیش کی۔ جس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ اور پھر اس بات پر انعام بھی ہزار روپیہ پیش کیا ہے۔ کہ جو شخص عرش کو مجسم اور مخلوق ثابت کرے اُسے ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ چشمۂ معرفت کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:-

"عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے۔ صرف وراء الورا مرتبہ کا نام ہے۔ نہ یہ کہ کوئی ایسا تخت ہے۔ جس پر خدا تعالےٰ کو انسان کی طرح بیٹھا ہوا تصور کیا جائے۔ بلکہ جو مخلوق سے بہت دور اور تنزہ اور تقدس کا مقام ہے۔ اس کو عرش کہتے ہیں۔ ..... غرض خدا کا انسان کے ساتھ ہونا اور ہر ایک چیز پر محیط ہونا یہ خدا کی تشبیہی صفت ہے۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا ہے۔ کہ تا وُہ انسان پر اپنا قرب ثابت کرے۔ اور خدا کا تمام مخلوقات سے وراء الورا ہونا اور سب سے برتر اور اعلےٰ اور دور تر ہونا اور اس تنزہ اور تقدس کے مقام پر ہونا جو مخلوقیت سے دور ہے۔ جو عرش کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس صفت کا نام تنزیہی صفت ہے۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا۔ تا وہ اس سے اپنی توحید اور اپنا وحدہ لاشریک ہونا اور مخلوق کی صفات سے اپنی ذات کا منزہ ہونا ثابت کرے۔"

اس موقع پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ایک شہادت بھی پیش کی جاتی ہے۔ جس میں انہوں نے عرش کے غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے رسالہ الکلام المبین میں غزنویوں کی اربعین کے جواب میں یوں لکھا ہے

"افسوس یہ ہے۔ کہ اگر آپ کے نزدیک عرش کے مخلوق ہونے کا ثبوت ایسا ہی قطعی ہے۔ تو آپ مرزائے قادیان کو کیوں نہیں دکھاتے۔ جس نے اشتہار دیا ہوا ہے۔ کہ جو مجھکو عرش کا مجسم ہونا ثابت کر دے۔ ایک ہزار روپیہ انعام لے کیا میں ہی آپ کے پنجہ ظلم کا مستحق ہوں"

تیرہویں بات

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی جو قسمیں بیان ہوئیں۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک عجیب پر حکمت تعلیم کا انکشاف فرمایا۔ جو صرف آپکے ہی مختص ہے۔ اس زمانہ میں آپ کی نقل اڑا کر کوئی بیان کرنے والا ہو۔ تو یہ امر دیگر ہے۔ اقسام للقرآن کے لوگوں کی ناواقفی کے متعلق مولوی ابوالکلام آزاد اپنے اخبار البلاغ جلد ۱ نمبر ۵ دسمبر ۶ ۱۹ء یوں لکھتے ہیں

"قسم کے معنی شہادت کے ہیں۔ اور دلالت کے ہیں۔ وہ ایک شاہد ہے۔ جو کہ اپنے مابعد کے دعویٰ کے لئے پیش کیا ہے قسم کا مقصد استشہاد ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ عوام مفسرین و متاخرین نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا۔ اس لئے وہ اس دھوکے میں پڑ گئے کہ قسم ان چیزوں کی کھائی جاتی ہے جن میں بڑائی اور عظمت ہو اس لئے تمام قسموں میں صرف عظمت کو ہی تلاش کرتے ہیں"

لیکن مولانا ابوالکلام آزاد نے یہ پر حکمت مسئلہ کہاں سے سیکھا۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب اور آپ کی پیش کردہ پر حکمت تعلیم سے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے توضیح مرام میں سورہ والشمس کی تفسیر اور آئینہ کمالات اسلام میں سورہ النجم اور سورہ والذاریات اور سورۃ الطارق کے متعلق تقریر جلسہ اعظم مذاہب اور چشمہ معرفت وغیرہ کتب اور تحریروں میں قسموں پر مبسوط مضامین لکھے ہیں۔ مثال کے طور پر چشمہ معرفت کے صفحہ ۹۴ سے ذیل کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

"آئت ممدوحہ بالا میں جو خدا نے قسم کھائی۔ پس جاننا چاہیئے کہ خدا کی قسمیں انسان کی قسموں کی طرح نہیں ہیں۔ بلکہ عادت اللہ اسی طرح واقع ہوئی ہے۔ کہ قرآن شریف قسم کھا کر جسمانی نظام کو روحانی نظام کی تصدیق میں پیش کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قسم شہادت کے قائمقام وضع کی گئی ہے۔ پس اس جگہ خدا کے کلام میں جسمانی امور کی قسم کھانے سے اشارہ یہ ہے۔ کہ جو قسم کے بعد روحانی امور بیان کئے گئے ہیں۔ جسمانی امور ان کی سچائی کے گواہ ہیں۔ پس جس جس جگہ تم قرآن شریف میں اسطور کی قسمیں پاؤ گے۔ ہر ایک جگہ ان قسموں سے یہی مراد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اوّل جسمانی امور پیش کر کے ان امور کو روحانی امور کے لئے جو بعد میں لکھتا ہے۔ بطور گواہ کے پیش کرتا ہے۔ مگر افسوس ہمارے نادان اور اندھے مخالف اپنی جہالت سے قرآن شریف کی ان قسموں پر بھی اعتراض کرتے ہیں"

چودہویں بات

چودہویں بات حروف مقطعات کے متعلق آپ کی پر معرفت اور پر حکمت تفسیر ہے۔ جو اپنی شان مخصوصہ کے لحاظ سے آپکے ہی مخصوص اور مختص ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ص ۱۳۳ اور ۱۳۴ پر فرماتے ہیں

"جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں۔ وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی۔ اس لئے خدا نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے۔ اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادی (۳) علت صوری (۴) علت غائی پس الم علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس کے معنی ہیں انا اللہ اعلم یعنی یہ کہ میں خدائے عالم الغیب ہوں"

اس کے بعد فقرہ ذالک الکتب کو علت مادی۔ اور فقرہ لا ریب فیہ کو علت صوری۔ اور فقرہ ھدی للمتقین کو علت غائی قرار دیکر علل اربعہ کو ثابت کیا ہے

پس الم جو حروف مقطعات میں سے ہیں۔ انکو علل اربعہ میں سے علت فاعلی کے طور پر پر حکمت اور پرمعرفت بیان کے ساتھ پیش کرنا یہ وہ بات ہے۔ جسے آپکے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔

پندرہویں بات

پندرہویں بات علم لغات کے متعلق آپکی معجزانہ مہارت ہے۔ آپنے جب مسیح اسرائیلی علیہ السلام کی وفات کے ثبوت میں قرآن میں سے تیس ۳۰ آیات پیش کیں۔ اور علماء مخالفین نے لفظ توفی کے متعلق اس بات پر زور دیا کہ توفی کے معنے روح معہ جسم کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں۔ تو آپنے لفظ توفی کے متعلق ایک ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ اگر کوئی شخص لفظ توفی جو باب تفعل سے ہے۔ اس کے متعلق جب خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو۔ تو بجز معنے قبض روح کے کوئی اور معنے دکھادے اور قرآن وحدیث اور ایام جاہلیت کے شعراء سے کوئی حوالہ بطور ثبوت پیش کرے۔ تو ہزار روپیہ انعام وصول کرلے۔ لیکن آج تک کوئی نہ اٹھا جو اس انعام کا اپنے تئیں مستحق بنا سکتا۔

اس کے ضمن میں ایک بات اور بھی یاد آگئی جب آپنے اپنی کتاب منن الرحمان کے متعلق اشتہار دیا۔ کہ ام السنہ عربی زبان ہے۔ اس لئے کہ یہ ام القرے کی زبان ہے۔ تو اس پر بہت کچھ لکھا جس میں ایک یہ بات بھی تھی۔ کہ عربی زبان میں الفاظ کم اور معانی بہت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص جو زبان انگریزی کا ماہر تھا۔ اس نے وہ اشتہار پڑھکر غت ربود مچایا۔ اس لئے کہ اس کے نزدیک انگریزی زبان سب زبانوں سے نیز عربی سے بھی فائق تھی۔ وہ اشتہار پڑھنے کے بعد آپسے ملا۔ اور کہنے لگا۔ انگریزی زبان عربی زبان سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور یہ وصف اور خوبی کہ الفاظ کم اور معانی بہت ہوں یہ بھی انگریزی زبان کو ہی حاصل ہے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا بتاؤ۔ میرا پانی کا انگریزی میں کیا ترجمہ ہے۔ وہ کہنے لگا۔ "مائی واٹر" آپنے فرمایا۔ عربی زبان میں صرف مائی کہنا کافی ہے۔ آپ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ لیکن آپکو جو کچھ عطا کیا گیا۔ بطور معجزہ عطا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں۔

علم قرآں علم آں طیب زباں
علم غیب از وحی خلاق جہاں
ایں سہ علم چوں نشانہا دادہ اند
ہر سہ ہمچوں شاہداں استادہ اند
آدمی زادے ندارد ہیچ فن
تا در آویزد دریں میداں بمن

سولہویں بات

آپ نے توحید الٰہی کی تعلیم کو جس شان کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ بھی آپ ہی سے مخصوص ہے۔ چنانچہ آپ کی ایک ڈائری جو ۱۹۰۱ء کے الحکم میں چھپی ہے۔ اس میں ایک عجیب پر معرفت کا نکتہ آپ نے بیان فرمایا ہے جو روزمرہ کے حالات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اس نکتہ معرفت سے آپ کے سوا آج تک کسی کو بھی آگاہی نہ ہوئی تھی۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے بتایا جس شخص پر کوئی احسان کرے۔ اور وہ اس احسان کی وجہ سے فوراً جزاک اللہ کہدے تو اس میں بھی ایک قسم کا شرک پایا جاتا ہے۔ کیونکہ مومن عارف کی نگاہ پہلے خدا پر پڑنی چاہیئے۔ جو محسن کا بھی خالق ہے۔ اور جس چیز نے ساتھ انسان احسان کرتا ہے۔ وہ بھی درحقیقت اسی کی ہوتی ہے۔ اور احسان کرنے کی توفیق بھی خدا سے ہی ملتی ہے۔ پس ایسے موقعہ پر پہلے الحمد للہ منہ سے کہنا چاہیئے پیچھے جزاک اللہ کہنا چاہیئے۔ آپ کے کلام کا یہ مفہوم اور مطلب جو معرفت کا بے نظیر نمونہ ہے۔ آپ کے سوا اور کسی نے پیش نہیں کیا۔

سترہویں بات

معاملات کے لحاظ سے آپ نے اپنی کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۲۷، ۲۸ پر ایسا عجیب نمونہ تعلیم اسلام کا پیش کیا۔ جس کے بہت سے پہلوؤں میں سے میں صرف ذیل کے پہلو کو لیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ کہ چاہیے۔ کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو۔ اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو۔ مگر جو تیرے خدا کا دشمن۔ رسول کا دشمن۔ اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا۔ سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ۔ اور چاہیئے۔ کہ تو ان کے اعمال (یعنی برے اعمال) سے دشمنی رکھے۔ نہ ان کی ذات سے۔ اور کوشش کرے۔ کہ وہ درست ہو جائیں۔ اور اس بارے میں فرماتا ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے۔ کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے۔ کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔ کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے۔ اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسانوں کو جتلا بھی دیتا ہے۔ لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے۔ وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے۔ جو ماں کی طرح ہو۔ اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے۔ بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے۔ خدا سے عدل یہ ہے۔ کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور خدا سے احسان یہ ہے۔ کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا۔ کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور خدا سے ایتاء ذی القربیٰ یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو۔ اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے۔ کہ نہ بہشت ہے۔ اور نہ دوزخ ہے۔ تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آئے"

یہ بےنظیر نمونہ تعلیم اسلام جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا جلوہ بالکل نئے رنگ میں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سوا کس نے دکھایا۔ اور آیت ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان کی تفسیر کر کے خالق اور مخلوق کے تعلقات اور حقوق کے لحاظ سے اس طور سے آپ کے سوا کس نے پیش کیا۔

ان پہلوؤں کے سوا جو نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے۔ اور بھی بہت سے پہلو ہیں۔ جن کا ذکر کرنے سے قلت وقت مانع ہے:

اٹھارہویں بات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ وہ آکر کسر صلیب کریگا۔ کسر صلیب کا مطلب پہلے مسلمانوں نے جو سمجھا۔ وہ صرف یہ تھا۔ کہ عیسائیوں نے جہاں جہاں صلیب کا نشان قائم کیا ہوا ہے۔ مسیح موعود اگر اُسے توڑ دیگا۔ اور اس طرح دنیا میں صلیب کا نام و نشان نہ رہے گا۔ بعض کے نزدیک کسر صلیب سے مراد عیسائی مذہب کا ابطال تھا لیکن تفصیلی طور پر کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ کسر صلیب ابطال دین نصرانی کے لحاظ سے کن معنوں میں ہوگی۔ اور صلیبوں کا توڑنا علاوہ جبر کے ایک یہ نقص بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ جب تک صلیب پرستوں کے دلوں سے صلیب پرستی کا اعتقاد باطل دُور نہ ہو۔ تب تک صلیبوں کے توڑنے سے کیا فائدہ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسر صلیب کی حقیقت کو ایسے پرحکمت بیان کے ساتھ واضح فرمایا جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کسر صلیب کا کام کتنی اہم اور کتنی شان رکھتا ہے۔ جو آپ نے کر دکھایا۔

یہود اور نصاریٰ دونوں قوموں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مارے جانے سے مصلوب ہوئے۔ اور مصلوب تورات کے فتوے کے رُو سے ملعون ہوتا ہے۔ اب مسیح کی اصلی شان تو نبی اور رسول ہونے کی ہے لیکن یہود نے مسیحؑ کو مصلوب اور ملعون قرار دیکے اسے نبوت اور رسالت کے پُر رفعت مقام سے نیچے گرا کر اُسے مفتری اور کذاب ٹھہرایا۔ اور عیسائیوں نے مسیحؑ کو خدا قرار دیکر مصلوب بتایا۔ اس طرح گویا یہود نے نبی کو ملعون قرار دیا۔ اور عیسائیوں نے خدا کو۔ مذہب کی روح و رواں تو خدا اور رسول ہی ہوتے ہیں جن پر ایمان لانا سب احکام سے مقدم چیز ہے۔ مگر یہود اور نصاریٰ کے اعتقاد کی رُو سے خدا اور نبی کے ملعون ہونے کی بنا مسیحؑ کے مصلوب ہونے کا عقیدہ ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے بائبل اور قرآن اور واقعات تاریخیہ کے رو سے ثابت کیا۔ کہ مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا۔ اور جب مسیحؑ صلیب پر مرا ہی نہیں۔ تو ایک طرف یہود کا الزام کہ مسیحؑ ملعون ہونے سے مفتری اور غیر نبی ہے۔ باطل ثابت ہوا۔ اور دوسری طرف نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ خدا صلیب پر مر گیا۔ باطل ثابت ہوا۔ اس طرح صلیبی موت کو غلط ثابت کرنے سے ایک طرف نبی کو لعنت کے ناپاک داغ سے پاک کیا۔ اور دوسری طرف خدا کو موت اور پھر صلیبی موت کی لعنت سے آزاد کیا۔ یہ ہے کسر صلیب کا کام جس سے خدا اور نبی کو لعنت سے آزاد کرنا مقصود تھا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کے کام کی نسبت اپنی انتہائی خوشی اور کامیابی کا ذکر بالفاظ ذیل کیا ہے

الٰہی فدتک النفسی انّک جنّتی
وما ان اری خلدًا کمثلک یثمر
اری الناس یبغون الجنان لنعیمہا
واحلی اطائبہا التی لا تحصر
وابغی من المولیٰ نعیمًا یسرّنی
وما ھو الّا فی صلیب یکسّر
وذالک فردوسی وخلدی وجنتی
فادخلن ربی جنتی انا اضجر

پھر فرماتے ہیں:۔

بفضلک انا قد غلبنا علی العدا
بنصرک قد کسر الصلیب المبطر

مطلب یہ کہ اے خدا میری جان تجھ پر فدا ہو۔ تو ہی میری جنت ہے۔ میں کسی جنت کو تیرے جیسا برگ و بار والا نہیں دیکھتا میں لوگوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بہشت کی نعمتوں کے خواہشمند ہیں۔ اور بہشت کی شیریں غذائیں اور پھل جو شمار سے باہر ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ اور میں اپنے مولےٰ سے ایک ہی نعمت چاہتا ہوں جو میرے لئے باعث مسرت و خوشی ہے۔ اور وہ صرف اس بات میں ہے۔ کہ صلیب پاش پاش ہو جائے۔ یہی میرا فردوس اور خلد اور جنت ہے۔ پس اسے میرے رب! مجھے میرے اس جنت میں داخل کر۔ کہ میں سخت بےقرار ہوں۔

پھر فرمایا۔ اے خدا۔ تیرے ہی فضل سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا۔ اور تیری ہی نصرت سے صلیب ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔

آپ نے کسر صلیب کے کام میں کامیابی کے متعلق اتنی مسرت کیوں ظاہر کی۔ کہ اسے اپنا جنت قرار دیدیا۔ اس لئے کہ صلیبی فتنہ کا بد اثر ایک طرف خدا کے نبی پر پڑتا تھا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی پاک ذات پر۔ اور خدا اور اس کے نبی معصوم کو ملعون قرار دینا کتنا بڑا ظلم اور لعنتی اعتقاد ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو لعنت سے آزاد کرنا۔ اور ایسا ہی اس کے نبی کو۔ یہ وہ بات ہے۔ جو واقعی جنت سے کچھ کم مسرت کا باعث نہیں۔ الٰہی نصرت جو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہے۔ جس کی وجہ سے صلیب پرستوں کے دل آپ کے نام سے کانپتے تھے۔ وہ ظاہر ہے۔ چنانچہ آپ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ تو اندرونی نصرت ہے۔ اور بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے۔ کہ کوئی پادری میرے مقابل نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ وہ لوگ بازاروں میں چلا چلا کر کہتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور قرآن کریم میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا ان پر رعب ڈالا۔ کہ اس طرف منہ نہیں کرتے۔ گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف منہ کرے۔ تو خدا اُسے سخت ذلیل کریگا۔ اور اس عذاب میں مبتلا کریگا جس کی نظیر نہیں ہوگی . . . . . . پس کیا رُوئے زمین میں مشرق سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے۔ جو خدائی شان میرے مقابل پر دکھلا سکے۔ ہم نے میدان فتح کر لیا ہے۔ کسی کی مجال نہیں۔ جو ہمارے مقابل پر آوے"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام کی زبردست اور پُرشوکت تعلیم اور تاثیر سے ظاہر فرمائی۔ اس کے نظیر پہلے نہیں ملتی:

"پیغام صلح" کا غدر گناہ

ناظرین کرام کو یاد ہوگا۔ پچھلے دنوں میں نے ایک مضمون میں ایڈیٹر صاحب پیغام کے بعض فقرات اور محاورات کو رجو خلاف تہذیب ہی نہ تھے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض فقرات سے محض ہنسی اور استہزاء کے طور پر لکھے گئے تھے) پیش کرتے ہوئے لکھا تھا۔" اے اہل پیغام! بالخصوص اے وُہ لوگو۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیم تعلق اور صحابیت کا دعوے ہے۔ ان الفاظ کو پڑھو۔ اور دل سے فتویٰ لو کہ کیا یہی تہذیب ہے۔ جس کا آپ لوگوں کو دعوے ہے کیا یہ دریردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ بعض فقرات پر چوٹ کرتے ہوئے نہیں لکھے گئے؟"

اس کے جواب میں ایڈیٹر پیغام نے لکھا ہے۔

"دنیا میں لوگوں نے ہمیشہ اپنے بزرگوں کے اقوال اور اعمال اور روش کی نقل کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھا ہے۔ اور کونسی بدبخت قوم ہے۔ کہ جو تتبع اور نقش قدم پر گامزن رہنے کو بزرگوں کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرنا سمجھے" (پیغام ۲۳ر دسمبر)

ہر وُہ شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمودہ عبارت" اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا الخ" کو پڑھا ہوگا وُہ ۱۹ر نومبر کے پیغام میں احمدی مبلغوں کے متعلق یہ عبارت دیکھ کر "ہمیں" اوائل میں" قادیانیوں کے ٹینی مُرغ ہونے میں کچھ شُبہ سا ہونے لگا تھا۔ اب "بارش کی طرح" کثرت شہادت نے ہمیں "اس پر قائم نہ رہنے دیا" ضرور اقرار کریگا۔ کہ لکھنے والے نے "سعادت" حاصل کرنے کے لئے ان الفاظ کی نقل نہیں کی۔ بلکہ محض تمسخر اور استہزاء کے طور پر پیش کیا ہے۔

ایسا ہی جس نے حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱ کی عبارت پڑھی ہوگی وُہ پیغام کی یہ عبارت کہ" ہماری مراد اس سے یہ ہے۔ کہ وُہ مرد جن کو بلحاظ کثرت" نطق وجریان لسان مرد کا" نام" یا" خطاب" دیا جاتا ہے۔ وُہ صرف مرد منطق ہیں۔ اور اس "نعمت" خداداد کے "پانے کے لئے" ہمارے قادیانی بزرگ ہی" مخصوص" کئے گئے ہیں۔ اور ان سے پیشتر یہ" کثیر حصہ نعمت" ۱۳۵۰ سال اوپر سے لیکر آج تک کسی کو میسر نہیں آیا"۔ کو پڑھکر یقیناً یہی کہیگا۔ کہ اس طرز تحریر کو" تتبع" قرار دینے والا اپنی شرارت کا مزید ثبوت پیش کر رہا ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے۔ اذا لم تستحي فاصنع ما شئت۔ کس قدر ڈھٹائی ہے۔ کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو ناپاک عبارت میں درج کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اور پھر جب اس پر اعتراض کیا گیا۔ تو اسے" تتبع" اور" باعث سعادت" قرار دیتے ہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ غیر مبایعین کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کے سامنے پیغام صلح میں سو فیصدی جھوٹ تراشے جاتے ہیں۔ غلط الزام لگائے جاتے ہیں۔ بدتہذیبی سے کام لیا جاتا۔ اور خلاف شرافت الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک الفاظ پر ناپاک چوٹیں کی جاتی ہیں۔ مگر انہیں ذرہ بھر خیال نہیں آتا۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور وُہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔ اور تو اور "حضرت امیر ایدہُ اللہ" کو بھی کلکم راع و کلکم مسئول من رعیتہ کا فرمان بھول چکا ہے۔ اور وُہ سب کچھ دیکھتے ہُوئے خوش ہو رہے ہیں۔ (خاکسار غلام احمد۔ مجاہد)

"تجربہ کار" ایڈیٹر "پیغام" کا "سو فیصدی جھوٹ"

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز نے تقریر کرتے ہُوئے "پیغام صلح" کا ایک کذب صریح پیش کیا تھا۔ اور بتایا تھا۔ کہ یہ ایسا جھوٹ ہے۔ جس میں ایک فیصدی بھی صداقت نہیں۔ بلکہ سو فیصدی جھوٹ ہے۔ اس پر ایڈیٹر پیغام صلح نے لکھا۔ "مرزا مظفر بیگ صاحب ایک نو آموز جھوٹے ایڈیٹر تھے ان سے غلطی کا سرزد ہو جانا بہت ممکن بلکہ عین اقتضاء تھا...... اس کی کیا ضرورت تھی۔ کہ ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں مختصر سے مرزا کے خلاف یوں اظہار غیظ و غضب کیا گیا" (نقل مطابق اصل)

مگر اب کہنہ مشق اور تجربہ کار ایڈیٹر نے حضور کے فرمان کو سچا ثابت کرنے کی خود کوشش شروع کر دی ہے۔ جس کی کئی ایک مثالیں انہی ایام میں پیش کی جا چکی ہیں۔ مثلاً حکیم مرہم عیسےٰ صاحب کے متعلق غلط بیانی۔ مولوی نذیر الاسلام صاحب کے متعلق کذب بیانی اور اب میرے متعلق لکھا ہے۔

"اگر مولانا عبد الغفور مولوی فاضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو فیصدی جھوٹ بولیں۔ جس کا انہوں نے الفضل میں اقبال بھی کر لیا۔ تو مولانا غلام نبی سو میں دس فیصدی سچ ملا لیتے ہیں" (پیغام صلح۔ ۲۳ر جنوری)

میں بہت ممنون ہونگا۔ اگر ایڈیٹر پیغام مجھے اس جھوٹ سے جو بقول اسکے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نعوذ باللہ سو فیصدی چھوڑ رائی کے دانہ کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی بولا ہے۔ مطلع کریگے۔ تاکہ میں اس سے تائب ہونیکی کوشش کروں۔ براہ مہربانی الفضل کے اس پرچہ کا بھی حوالہ دیا جائے۔ جس میں میں نے اس جھوٹ کا اقبال بھی کر لیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرے۔ کہ اس نے میرے متعلق یہ سو فیصدی جھوٹ بولا ہے۔ مرزا مظفر بیگ نے۔

ویدکی قدامت کا بے حقیقت دعوےٰ

آریہ سماج کا دعوے ہے۔ کہ وید اور ویدک دھرم آدی سرشٹی سے چلا آتا ہے۔ اور اسے سچائی کی دلیل قرار دیا جاتا ہے۔ میں عام آریہ سماجی دوستوں کی خدمت میں عموماً اور ایڈیٹران آریہ گزٹ۔ پرکاش۔ آریہ ویر۔ اور آریہ مسافر کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتا ہُوں۔ کہ اگر آریہ سماج کا یہ دعوےٰ درست ہے۔ تو پھر ویدک۔ پرمیشور وید بھگوان میں یہ اپدیش کیوں دیتا ہے تو اپنے اپنے ستھان کے انوسار بھن بھن (مختلف) بھاشا (زبان) نانا دھرموں (مختلف مذاہب) والے انیک پرکار سے دھارن کرتی ہُوئی پرتھوی گئی ہوئی نشول کھڑی ہوئی دھینو کی نیائی میرے لئے دھن کی سہتر دھارائیں دُھائے" (اتھروید ۱۲ ۴۴)

مذکورہ بالا منتر سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ جس وقت اتھروید دنیا پر نازل کیا گیا تھا۔ یا بنایا گیا تھا۔ اس وقت مذاہب اور طرح طرح کی زبانیں بولنے والے انسان موجود تھے جن کا ذکر وید نے کیا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ وید آدی سرشٹی سے نہیں چلا آتا۔ بلکہ انسانوں کی پیدائش کے بہت عرصہ بعد بنایا گیا۔ یا یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کا یہ دعوےٰ درست ہے۔ تو ویدوں میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ جس سے وید ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ [illegible] کرے گا۔

آریہ گزٹ (۱۰ر جنوری) نے لکھا تھا۔ کہ "اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وُہ ابتدائی ہے۔ اور یہ درمیانی" مگر ویدک دھرم کے متعلق جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان سے بچنے کی بے سُود کوشش ہے۔ اور ساتھ ہی اسلام کی صداقت کا زبردست ثبوت۔ کہ اب آریوں کے پاس بجز قدامت وید کے دعا اور کوئی ایسی دلیل نہیں ہے۔ جس سے ویدک دھرم کو اسلام پر ترجیح دے سکیں۔

آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر لاہور میں پنڈت رام چندر جی دہلوی نے بھی یہی بیہودہ سوال اٹھایا تھا۔ کہ قرآن اور وید کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وید ازلی ہے۔ اور قرآن شریف تیرہ سو سال سے رائج ہے۔ اس لئے میں عام آریہ دوستوں کو عموماً اور پنڈت رام چندر جی دہلوی اور ایڈیٹر آریہ گزٹ کی خدمت میں خصوصاً گزارش کرتا ہوں۔ کہ اگر انہیں اپنے دعوےٰ کا کچھ بھی پاس ہے۔ تو مرد میدان بنیں۔ اور قدامت وید کا ثبوت دیں۔ میں انشاء اللہ صرف وید یا ہندی لٹریچر سے یہ ثابت کرونگا۔ کہ آریوں کا قدامت وید کا مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اور خود ویدوں کے دعوے اور واقعات کے خلاف ہے۔ (خاکسار فتح محمد احمدی شرما۔ کراچی)

بچوں کی تربیت ماؤں کا سب سے مقدم فرض ہے

دلکشا ہیرآئل بہترین تیل ہے۔ دانتوں کی حفاظت کے لئے دلکشا سنون استعمال کریں۔

لیکن کوئی ماں بچے کی تربیت کے فرض سے پوری طرح سبکدوش نہیں۔ جب تک کہ ان کی صحت درست نہ ہو۔ کونسی ماں ہے۔ جو یہ نہیں چاہتی۔ کہ اس کا بچہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تربیت یافتہ ہو۔ وجہ کیا ہے۔ کہ ہمارے ملک کی اکثر مائیں۔ اس فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ ہمارے ملک کی عورتوں کو صحت کی قدر نہیں اور جب عورت کی صحت اچھی نہ ہو۔ تو وہ کوئی کام اچھی طرح نہیں کر سکتی۔ ان کی طبیعت چڑچڑی اور زود رنج ہو جاتی ہے۔ ان کا دودھ صحت افزا نہیں ہوتا۔ ان کے کام میں چستی نہیں ہوتی۔ ان کا دماغ تیزی سے کام نہیں کرتا۔ ان سب امراض کا علاج کنارسی رونس ہے۔ اس کے استعمال سے خون بڑھتا ہے۔ دودھ زیادہ اور تندرست ہوتا ہے۔ ایام کی زیادتی یا کمی یا درد کی شکایت سب جاتی رہتی ہیں۔ دماغ میں طاقت آتی اور ذہن تیز ہوتا ہے جسم میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ارادہ اور ہمت جس کے بغیر بچے کی صحیح تربیت نہیں ہو سکتی۔ پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہر کمزور ماں کو چاہیے۔ اپنے لئے نہیں۔ تو اپنے بچے کے لئے کنارسی رونس استعمال کرے۔

قیمت:۔ فی شیشی علاوہ محصولڈاک ۱۲/ اور تین شیشی ۳/

نوٹ:۔ اپنے ہاں کے دوا فروش سے یا اس سے نہ ملے تو ہم سے طلب کریں

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

ہماری ایجاد کے متعلق

بعض معززین کی رائے

جناب احمد علی صاحب نمبردار بازید چک فرماتے ہیں کہ میں نے بذریعہ ڈاکٹر صاحب کنارسی رونس دوا:۔ بحالت بیماری جو کئی وجہ سے تھی۔ اعضاء میں عام تکلیف تھی جب سے استعمال کی ہے۔ میں اپنے سچے دل سے تحریر کرتا ہوں۔ از حد فائدہ ہوا ہے۔ حالانکہ میری عمر اس وقت تقریباً ستر سال کی ہے۔ اور بہت کمزوری ہو گئی تھی۔ لیکن اب بفضل تعالیٰ بالکل صحت ہے۔

(۲) شیخ عبدالرحمن خاں۔ ہوشیارپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رحیم یار خاں سے آپ کو تحریر کیا تھا۔ کہ ہوشیارپور پہنچ کر میں آپ کو کنارسی رونس کے متعلق اطلاع دوں گا۔ لہذا میں آپ کی اطلاع کے واسطے تحریر کرتا ہوں۔ کہ اس وقت ½ فائدہ ہے۔ اس لئے تکلیف دی جاتی ہے۔ کہ ایک شیشی فی الحال اور روانہ کر دیجئے۔

(۳) جناب محمد دین ٹیلر ماسٹر۔ ٹیلرنگ ہاؤس بیرون دہلی دروازہ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سنون دلکشا پرفیومری کمپنی کا حافظ نک محمد صاحب سے ایک شیشی خرید کر ۲۰ روز تک استعمال کی جس سے میرے دانت جو ہلتے تھے۔ خوب جم گئے۔ اور مجھے حیرت انگیز فائدہ محسوس ہوا ہے۔

(۴) محمد عبدالقادر صاحب کاتب بہاولپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عبدالرحمن صاحب ایجنٹ کمپنی دلکشا پرفیومری قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے تیل دلکشا ہیر آئل خریدا ہے۔ جو بہت عمدہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی ملاوٹ نہیں جو نقصان دہ ہو عام اشتہار بازوں سے مبرا ہے۔ اور خوشبو بھی چھ روز تک قائم رہتی ہے۔ علاوہ اس کے سرمہ نورانی اور دلکشا سنون بھی حسب تجربہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

بے روزگاری سے نجات حاصل کرنے کا

ذریعہ اس وقت یہ ہے۔ کہ آپ امریکہ کے سربند سیکنڈ ہینڈ کوٹوں اور کٹ پیس کی تجارت کریں۔ اب ہم نے قیمتوں میں خاص رعایت کر دی ہے۔ یعنی مردانہ ہاف گرم کوٹ درجہ اول یکصد کوٹوں کی امریکن سربند گانٹھ کی قیمت دوصد ۲۵ روپیہ ہے۔ اور مردانہ اوورکوٹ پچاس عدد گانٹھ کی قیمت یکصد ستر ۱۷۰ روپے ہے۔

مختلف قسم کے خوشنما اور عمدہ کٹ پیس کی گانٹھیں جو یہاں تیار اور بند کی جاتی ہیں۔ قیمت یکصد پچاس روپیہ پچیس فی صدی پیشگی آنے پر مال بصیغہ وی پی بھیجا جاتا ہے۔ مال گاڑی کا کرایہ بذمہ کمپنی ہو گا۔ اگر آپ پانصد روپیہ تک بارہ فی صدی سالانہ شرح سود پر روپیہ لگا دیں۔ تو آپ کو منافع کے علاوہ اسی مالیت کا مال بھی بھیج دیا جاوے گا۔ جو مال فروخت سے بچ جاوے۔ واپس لے لیا جاوے گا۔ مستعد ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸

تار کا پتہ:۔ victorious

خوشخبری

جن حضرات کو سائن بورڈ و شیشہ جات وغیرہ بنوانے کی ضرورت ہو تو ایک بار اس خاکسار کے یہاں سے بنوا کر دیکھیں۔ ہمارے یہاں نہایت صفائی سے کام کیا جاتا ہے علاوہ اس کے مستحکم رنگ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کہ جلد خراب نہیں ہو سکتا اور سائن بورڈ کی گارنٹی ایک سال کی ملے گی۔ جن حضرات کو ضرورت ہو مہربانی کر کے اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔ یا تشریف لاویں

منشی محمد دین شیخ قیس محمد
بھارت پینٹنگ ہاؤس
نمبر ۲/۱۳ عزرا اسٹریٹ کلکتہ

قادیان کے نایاب تحفے

ناظرین:۔ اس عنوان کا ایک اشتہار اخبار الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء میں آپ نے پڑھا ہوگا۔ اس کو پھر غور سے پڑھیں۔ اور فوراً نایاب کتب منگوائیں۔ کیونکہ ان کے صرف تھوڑے سے نسخے باقی ہیں۔

مصری جیبی حمائل سنہری جلد عمر:۔ ولایتی چمڑے کی جلد عہ:۔ روسی جیبی " " ۱۳ ر:۔ " " ۵ر:۔

کسر صلیب بہر چہار جلد رعایتی قیمت ۸ ر:۔ محقق بڑی زبردست کتاب ہے سرمہ چشم آریہ رعایتی قیمت ۴ ر:۔ درثمین خوش خط فوٹو والی ۳ ر:۔ عبرت مذہبی ناول ۸ ر/ ا۔ فلاسفر کے لطیفے معہ فوٹو ۲/ ۸ ر:۔ صداقت مسیح موعود کے بارہ نشان ۲ ر مرتبہ مولانا شمس:۔ اسلامی اصول کی فلاسفی معہ فوٹو ۸ ر:۔ ترجمہ انگریزی از ماسٹر عبدالرحمن صاحب ۸ ر:۔ قرآن مجید موٹے حرفوں والا جلد سنہری عہ:۔ جلد چمڑا ۱۲ ر:۔

نئی کتابیں

تفہیمات ربانیہ عہ ۱۲ر:۔ سیاسی مسئلہ کا حل از خلیفۃ المسیح ثانی ۲/

ملنے کا پتہ:۔ **محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان**

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں-یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے-یا مردہ پیدا ہوتے ہیں-ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں-اس مرض کیلئے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں-یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں-اور ان گھروں کا چراغ ہیں-جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں-کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں-ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہوکر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے-قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ) ::

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں-ایکدفعہ منگوانے پر فی تولہ ایکروپیہ لیا جاویگا

حب مقوی اعصاب

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہے-بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں-جوڑوں کا درد-درد کمر-تمام بدن کی درد ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے-یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے-رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں- ::

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ آٹھ آنے

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بےنظیر تحفہ

حضرت خلیفہ اولؓ کا اسم بامسمیٰ

رجسٹرڈ

سرمہ نور

قیمت فی تولہ دو روپیہ

چھ ماشہ ایک روپیہ

ہزارہا شہادتوں نے ثابت کر دیا ہے-اور تجربہ آپکو بھی واضح کر دیگا-کہ ضعف بصر-دھند-غبار-جالا-پھولا-ککرے-سرخی-ناخونہ-خارش-درد-پانی بہنا-اندھراتا-گوہانجنی-پڑبال غرض کل امراض چشم کا سرمہ نور ہی واحد علاج ہے ::

طاقت کی گولی رجسٹرڈ

نہایت قیمتی اور بے بدل عزیز اجزا کا مرکب

قوت پیدا کرنے کے علاوہ تمام اعضاء رئیسہ اور پٹھوں کی کھوئی ہوئی قوتوں کو تروتازہ کر کے دوبارہ زندگی کا لطف دکھا دیتی ہے-ہر قسم کی کمزوری اور اس کے اندرونی اسباب خدا کے فضل سے بہ طیب دور ہو جاتے ہیں-قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ (عا) ::

ملنے کا پتہ:- شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

تفریح طبع اور پورا منافع

اگر خواہش ہو-تو ہماری سینما فلم کمپنی کا حصہ خریدیں-جو صرف دس روپیہ کا ہے-اور پانچ ماہ میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد طلب کریں ::

دی نیو ایسٹرن سینوٹوگراف کمپنی لمیٹڈ

فورٹ بمبئی

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی نوجوان راجپوت برسرروزگار متوطن ضلع گورداسپور کے لئے رشتہ مطلوب ہے-خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں ::

محمود احمد قریشی احمدی سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام

سیٹلمنٹ محمود آباد خانیوال

اکسیر تسہیل ولادت

گو اگر ابھی تک آپ نے اشتہاری دوائی سمجھ کر اس کے حیرت انگیز اور خداداد اثر سے فائدہ نہیں اٹھایا-تو ہم بزور سفارش کرتے ہیں-کہ ایک دفعہ ضرور منگوا کر تجربہ کریں-کہ ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیوں کو بفضل خدا یہ ناچیز بوٹی کس طرح بالکل آسان کر دیتا ہے-اور یہ ولادت کے درد کو بھی نزدیک نہیں آنے دیتا-قیمت معہ محصولڈاک صرف اڑھائی روپے

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی-ضلع سرگودھا

نوٹس

جو لوگ لوئر باری دوآب نو آبادی میں دو تین یا چار فصلوں کی عارضی کاشت کے لئے فریٹ سکداران سے زمین لینے کے خواہشمند ہیں-ان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ٹنڈروں کی آخری تاریخ ۱۵ فروری ۱۹۳۱ء ہے-تفصیلات کالونی آفس منٹگمری سے معلوم کی جاسکتی ہیں ::

خانیوال

سیٹلمنٹ آفیسر منٹگمری

رمضان المبارک میں فاروق کا رعایتی اعلان

جو دوست اس ماہ مبارک میں فاروق کی سالانہ یا ششماہی خریداری منظور کرینگے-ان کو علی الترتیب دو روپیہ اور ایکروپیہ کی لاجواب کتابیں بطور انعام مفت دیجائیگی-فاروق کا سالانہ چندہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ جو ہر مہینہ میں چار بار قادیان سے شائع ہوتا ہے-جو صاحب سالانہ خریدار ہوں-انکو تبلیغ رسالت جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک جمع کردیے ہیں قیمتی ایک روپیہ آٹھ آنہ-اور تنقید صحیح بجواب فرقہ باہیہ قیمتی ۸/-جملہ کی کتابیں چار روپیہ چھ آنہ میں بذریعہ وی پی ارسال ہونگی اور ششماہی کے خریدار کو ہدایات زرین فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قیمتی ۱/-اور النبوت فی الالہام بجواب اہل پیغام قیمتی ۸/-جملہ ایکروپیہ کی کتابیں دو روپیہ پانچ آنہ میں وی پی ارسال ہونگی-یہ ۵/ اور ۳/ کتابوں پر محصولڈاک کا صرف ہوگا-کتابیں مفت ملینگی-لہذا احباب کو اس موقعہ سے بہت جلد فائدہ اٹھانا چاہئیے-انجمن سے زائد خریداران کو یہ رعایت ملیگی-اس سے زائد کو نہیں-لہذا جلد سے جلد مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست ہائے خریداری فاروق ارسال فرمادیں ::

مینیجر فاروق قادیان پنجاب محلہ دارالفضل

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ـ ۲۴ر جنوری ـ جب لارڈ اور لیڈی ولنگڈن کا جہاز بوسٹن میں پہونچا ـ تو آپ کے دوستوں نیز ملک معظم کے نمائندہ نے آپ کا استقبال کیا ـ آپ نے یہ امید ظاہر کی ـ کہ آپ ہندوستان میں امن اور خوشحالی کا دور لانے میں مدد دینگے ؛

——— نیو دھلی ـ ۲۶ر جنوری ـ آج اسمبلی میں سر جیمز کریرار نے ایک سوال کے جواب میں کہا ـ کہ دسمبر کے اخیر تک ۹۴۰۴۵ آدمی سول نافرمانی میں سزایاب ہو چکے ہیں ـ

——— ہوشیار پور ـ ۲۴ر جنوری ـ سردار ہربخش سنگھ بیرسٹر و نائب صدر پنجاب لیجسلیٹو کونسل کچھ عرصہ سے بیمار تھے ـ آج آپ وفات پا گئے ؛

——— بمبئی ـ ۲۷ر جنوری ـ اخبار نویسوں کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے اپنے مشہور و معروف گیارہ مطالبات کا اعادہ کرتے ہوئے اعلان کیا ـ کہ جب تک یہ مطالبات پورے نہ کئے جائیں ـ تسلی بخش تصفیہ ممکن نہیں ہوگا ـ محض مجلس عاملہ کے ارکان کی رہائی سے موجودہ صورت حالات پہلے سے بے حد زیادہ مشکل ہو جاتی ہے ـ ہماری تحریک نے عوام کے دل و دماغ پر اس قدر اثر کیا ہے ـ کہ رہنمایان ملک خواہ کتنے ہی ممتاز کیوں نہ ہوں قطعاً اس قابل نہیں ـ کہ وہ کسی خاص طریق عمل کا انہیں حکم دے سکیں ـ لیڈروں کی رہائی کا اثر اسی وقت ہو سکتا ہے ـ جب تمام ستیہ گرہی قیدی لازماً رہا کر دیئے جائیں ـ اور ان کی رہائی بھی بذات خود غیر مؤثر ہوگی ـ اگر تشدد کا قطعی خاتمہ نہیں کیا جاتا ـ

——— نئی دھلی ـ ۲۴ر جنوری ـ با اثر اور معتبر مقامی سیاسی حلقوں میں عام طور پر اس خیال کی شہرت ہے ـ کہ اگر کانگریسی جماعت نے وزیر اعظم کے اعلان کو قبول کر لیا ـ اور وہ ہندوستان کی آئندہ اصلاحات کے لئے دستور اساسی بنانے میں حکومت کے ساتھ اشتراک عمل پر آمادہ ہو گئی تو جمعیتہ مقننہ اور صوبوں کی مجالس قانون ساز کو مارچ ۱۹۳۲ء تک منتشر کر دیا جائیگا ـ اور اس کے بعد جلد سے جلد جدید دستور اساسی کے مطابق نئے انتخابات کئے جائیں گے ؛

——— الہ آباد ـ ۲۷ر جنوری ـ پنڈت موتی لال نہرو سخت بیمار ہیں ـ آج صبح ان کی حالت میں کوئی افاقہ نہیں تھا ـ ان کے ہاتھ اور پاؤں پر ورم سا معلوم ہو رہا ہے ـ لیکن وہ ہشاش اور بشاش نظر آتے ہیں ؛

——— پشاور ـ ۲۷ر جنوری ـ سرکاری گزٹ میں اعلان شایع ہوا ہے ـ کہ آفریدی قبیلہ کے ساتھ موجودہ تعلقات کے پیش نظر چیف کمشنر کے خیال میں ضلع پشاور میں کافی اور مؤثر طریق پر امن عامہ قائم نہیں رہ سکتا ـ اس لئے سرحدی پبلک سیفٹی ریگولیشن کو ضلع پشاور میں نافذ کیا جاتا ہے ـ جس کا عملدرآمد دو ماہ تک جاری رہیگا ـ خلاف قانون ترغیبات کے آرڈی نینس ۱۹۳۰ء کے رو سے ضلع پشاور کو آرڈی نینس مذکور کے اغراض کے لئے مشتہرہ رقبہ قرار دیا جاتا ہے ؛

——— مدراس ـ ۲۷ر جنوری ـ آٹھ کانگریسی رضا کاروں نے غیر ملکی کپڑے کے ایک گودام پر پکٹنگ لگایا ـ لیکن پولیس نے مزاحمت نہیں کی ؛

——— رنگون ـ ۲۷ر جنوری ـ دیہاتیوں کے متفرق طور پر قتل ہونے اور آتشزدگیوں کے متعلق بکثرت اور بار بار تقریباً روزانہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ـ فوج اور سول کے سپاہی متحد ہو کر جنگلات میں مصروف عمل ہیں ـ باغیوں کی ایک مختصر سی جماعت کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا ـ جو دیہات میں قتل و غارت اور آتشزدگی کی وارداتیں کر رہی ہے ؛

——— لاہور ـ ۲۷ر جنوری ـ ایک سرکاری بیان مظہر ہے ـ کہ پنجاب کا قانون حسابات ۱۹۳۰ء یکم جولائی ۱۹۳۱ء سے صوبہ بھر میں نافذ کر دیا جائیگا ؛

——— رگبی ـ ۲۶ر جنوری ـ کل کیپ ٹاؤن میں سر پرسی فٹز پیٹرک کا انتقال ہو گیا ـ متوفی جنوبی افریقہ کے سرکردہ مدبر ـ مصنف اور شاہ پسند تھے ـ "یوم متارکہ" کے سلسلہ میں دو منٹ کی خاموشی کے موجد آپ ہی تھے ؛

——— پونا ـ ۲۷ر جنوری ـ جب گاندھی جی ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر بیان دے رہے تھے ـ تو آپ کے سیکرٹری نے سلسلہ کلام میں خارج ہو کر کہا ـ کہ جو اصحاب پلیٹ فارم پر موجود ہیں ـ ایک بستہ تلاش کریں ـ جو گاندھی جی کے نزدیک گرانقدر اور بیش قیمت ہے ـ سامان کے انبار میں اس بستہ کا نشان نہ ملا ـ اس بستہ میں متعدد گراں قدر کاغذات تھے ؛

——— ناگپور ـ ۲۷ر جنوری ـ حکومت نے سیاسی قیدیوں کی میعاد قید میں ایک ماہ کی تخفیف منظور کر لی ہے ـ اس لئے زندان ناگپور کے دو قیدی رہا کر دیئے گئے ؛

——— پٹنہ ـ ۲۷ر جنوری ـ کل شام شمالی مونگھیر میں بیگو سرائے کے مقام پر یوم حریت وطن کی تقریب منائی جا رہی تھی ـ پولیس نے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا ـ ہجوم نے پولیس کی جماعت پر حملہ کیا ـ ایک سب ڈویژنل افسر ـ دو سب انسپکٹر اور چھ سپاہی سخت مجروح ہوئے ـ پولیس نے فائر کئے ـ جس کے نتیجہ میں پانچ اشخاص قتل اور ایک سخت مجروح ہوا ؛

——— لنڈن ـ ۲۶ر جنوری ـ آج ہاؤس آف کامنز میں سوالات کے بعد وزیر اعظم نے تحریک التواء پیش کر کے گول میز کانفرنس پر بحث شروع کی ـ وزیر اعظم نے تحریک التواء پیش کرتے ہوئے کہا ـ گول میز کانفرنس کا سب سے اول مدعا یہ تھا ـ کہ ذاتی مشورہ سے کم از کم ان ہندوستانیوں کے دل میں جو یہاں آئے ـ یہ یقین پیدا کیا جائے ـ کہ نہ صرف گورنمنٹ ہی بلکہ پارلیمنٹ بھی اس بات کی دیانتدارانہ کوشش کر رہی ہے ـ کہ ہندوستان کی جائز توقعات کو پورا کیا جائے آپ صاحبان کو اس بات کی کوئی غلط فہمی نہ رہے ـ کہ ہم نے ایک کانسٹی ٹیوشن مرتب کرنے کے لئے اکٹھا ہونا تھا ـ جو کچھ ہمارا مدعا تھا ـ اور میرا خیال ہے ـ کہ ہمیں اس مدعا کے حصول میں کامیابی ہوئی ہے ـ وہ یہ تھا ـ کہ ہم ایک ایسے اصول پر متفق ہوں ـ جسے کانسٹی ٹیوشن کی بنیاد قرار دیا جائے ـ اس کے لئے یہ نہایت لازمی تھا ـ کہ ہم ہندوستانی مسائل کو خوش اعتقادی اور فراخدلی سے تمام شکوک سے بالاتر کر دیں ـ اب گورنمنٹ اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ کس طرح کام کو بخوبی پایہ تکمیل تک پہونچایا جائے ـ میں آج کوئی تجویز پیش نہیں کر سکتا ـ میں اسے خوش قسمتی خیال کرونگا ـ اگر دونو پارٹیوں کے لیڈر کام کو سر انجام دینے کے لئے اپنی تجاویز میرے سامنے پیش کریں ـ اب وقت آ گیا ہے ـ کہ ہم آزمائشی مسودہ جات سے اپنی تجاویز کو شروع کریں ـ اگر ہم ایسا کرنے سے انکار کر دیں ـ تو آپ ہی بتائیں ـ کہ مستقبل میں کیا ہوگا ـ تشدد! تشدد! کے سوائے اور کچھ نہیں یہ ایک عجیب تشدد اور نہایت رنجدہ تشدد ہوگا مختلف جماعتوں یا انجمنوں کا تشدد نہ ہوگا بلکہ یہ تمام آبادی کے تشدد میں مبدل ہو جائیگا ـ اگر ہم اس بات کے لئے تیار ہیں ـ کہ ہمارے سپاہی ہمالیہ سے راس کماری تک کوچ کرتے جائیں ـ تو بے شک ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیں ـ اگر ہم طاقت سے دبانے کے لئے تیار ہیں ـ صرف عوام کو ہی نہیں ـ بلکہ وقت کی سپرٹ کو بھی ـ تو آپ ہمیں آگے نہ بڑھنے دیں ـ اگر بخلاف اس کے آپ ہندوستان کو اعتماد کے رشتہ میں باندھنا چاہتے ہیں ـ اگر آپ یہ خواہش رکھتے ہیں ـ کہ وہ آپ کا ممنون احسان رہے ـ اور آپ کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں فخر محسوس کرے ـ تو آپ کانفرنس کے کام کو قبول کریں اور گورنمنٹ کو ہدایت کریں ـ کہ وہ اسے پایہ تکمیل تک پہونچائے پارلیمنٹ کی تینوں پارٹیوں نے وزیر اعظم کی تائید کی ؛

——— بمبئی ـ ۲۸ر جنوری ـ ایک سرکردہ سوداگر نے کل گاندھی جی سے کہا ـ کہ سول نافرمانی کی تحریک بند کر دی جائے ـ آپ نے جواب دیا ـ کہ تمام صورت حالات کی کنجی عوام کے ہاتھ میں ہے ـ اور میں انہیں اس بارہ میں ہدایت نہیں کرنا چاہتا ـ آپ نے اشارتاً کہا ـ کہ کسی فیصلہ پر پہونچنے کے لئے کانگریس کا خاص اجلاس منعقد کرنا پڑیگا ـ آپ نے مسٹر سبھاش چندر بوس کی گرفتاری اور کلکتہ میں لاٹھی چلنے کے واقعات کا بھی ذکر کیا ـ اور کہا اگر گورنمنٹ چاہتی ہے ـ کہ تمام کانگریسی رک جائیں ـ تو اسے بھی رکنا چاہئے ؛

——— چاٹگانگ ـ ۲۸ر جنوری ـ مقامی سنٹرل پوسٹ آفس میں کل سنسنی پھیل گئی ـ جب ایک پارسل میں بارود کا مسالہ اور بو آنی شروع ہو گئی ـ یہ برہما ـ ـ ـ

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)